باب التقریظ والانتقاد

تاریخ شاہجہاں

پروفیسر محمد اسلم، شعبۂ تاریخ، پنجاب یونیورسٹی لاہور

ڈاکٹر بنارسی پرشاد سکسینہ نے شاہجہاں پر ایک تحقیقی مقالہ لکھ کر لندن یونیورسٹی سے ۱۹۳۱ء میں ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری لی تھی۔ یہ مقالہ اسی زمانے میں طبع ہوگیا تھا اور اب تک برصغیر پاک و ہند کی بیشتر یونیورسٹیوں کے ایم اے تاریخ کے نصاب میں داخل ہے۔ " ترقی اردو بورڈ" وزارت تعلیم حکومت ہند نے اس کی اہمیت اور مقبولیت کے پیش نظر ڈاکٹر سید اعجاز حسین صاحب سے اس مقالے کا اردو میں ترجمہ کروایا اور ۱۹۷۶ء میں انڈین کونسل آف ہسٹاریکل ریسرچ کے اشتراک سے تاریخ شاہ جہاں کے عنوان سے اسے بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کیا۔

گزشتہ دنوں ایک علم دوست بزرگ جناب بی ایل گرودر صاحب کی عنایت سے اس تصنیف کا ایک نسخہ راقم الحروف کو ملا۔ اس کتاب کا مطالعہ کر کے مجھے جو کوفت ہوئی اس کا صحیح اندازہ تو تبصرہ پڑھنے کے بعد ہی لگایا جا سکتا ہے۔ میں ڈاکٹر سید اعجاز حسین صاحب سے واقف نہیں ہوں۔ ان کے بارے میں صرف اتنا سنا ہے کہ وہ اردو زبان کے مایۂ ناز استاد ہیں۔

میرا ہمیشہ ہی سے یہ خیال رہا ہے کہ کسی تاریخی کتاب کا ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنے کے لیے محض زباندانی ضروری نہیں بلکہ رجال اور اماکن کا علم ہونا بھی ضروری

ہے۔ اور جب تک مترجم تاریخ سے واقف نہ ہو۔ اس وقت تک وہ اس کام کو ہاتھ نہ لگائے۔ تاریخ شاہ جہاں پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی اسکالر نے چند طلبہ سے مختلف ابواب کا ترجمہ کروا کے اپنے نام سے چھپوا دیا ہے اور اس پر نظرثانی کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی۔

تاریخ شاہ جہاں کے ص۳۳ پر شاہ جہاں پر لذت پرستی کا الزام لگایا گیا ہے، جو اس ولی صفت حکمراں کے سیرت اور کردار کی روشنی میں صحیح معلوم نہیں ہوتا مترجم کا کام محض ترجمہ کرنا نہیں ہے۔ اگر سکینہ صاحب نے شاہ جہاں پر یہ الزام عاید کیا تھا تو فٹ نوٹ میں اس کی تردید ضروری تھی۔ ص۸ پر عادت باعث لعنت کی بجائے عادت باعث ننگ ہونا چاہیئے تھا۔ اسی صفحہ پر شکستگی کی جگہ شکستگی ہونا چاہیئے۔ اسی صفحہ پر مسز ہیوررج کو مرحومہ لکھا ہوا میری ناقص رائے میں یہاں مرحومہ کی بجائے آنجہانی ہونا چاہیئے تھا۔ مرحوم اور مرحومہ صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں ص۵ پر قصص الخاقانی کو قصاص الخاقانی اور ص۸ پر طبقات شاہ جہانی کو طبقات شاہجہاں لکھا ہوا ہے ص۱۲ پر ایک جگہ فاضل مترجم نے تصنیف کی جمع "تصنیفین" لکھی ہے اگر موصوف تصانیف یا تصنیفات لکھ دیتے تو بہتر ہوتا۔ ہم "تصنیفین" سے مانوس نہیں ہیں۔ ص۱۳ پر کامگار حسینی کی تصنیف مآثر جہانگیری کو دو جگہ معامر جہانگیری لکھا ہوا ہے۔ اسی کتاب کے ص۲۹۵ پر بیس دفعہ معاصر جہانگیری لکھا ہوا ہے۔

ظفر خان احسن کے فرزند اور ملکہ ممتاز محل کے بھانجے محمد طاہر آشنا کو ص۱۶ پر ملّا آشنا لکھا ہوا ہے۔ اس نے ملخص بادشاہنامہ کے عنوان سے عبدالحمید لاہوری کے بادشاہ نامہ کی تلخیص کی تھی جو عموماً ملخصِ طاہر آشنا کے نام سے مشہور رہے۔ فاضل مترجم نے ملخص کو ملخاص لکھا ہے۔ بلخ کے حاکم نذر محمد کو اس کتاب میں پچاس سے زائد مقامات پر نظر محمد لکھا ہوا ہے اور اس کی ابتدا ص۶ سے ہوتی ہے۔ عملِ صالح یا شاہجہاں نامہ کے مصنف محمد صالح کنبوہ سے بچہ بچہ واقف ہے۔ اس کی تعمیر کردہ مسجد اور مقبرہ لاہور میں تا حال موجود ہیں لیکن فاضل

مترجم نے ص۱۷ پر اس کا نام محمد شاہ کمبو لکھا ہے۔ اسی طرح ص۱۸ پر الیشر داس کو اسر داس لکھا ہے۔ خلاصۃ التواریخ کا مصنف سجان رائے کنتری بٹالہ (ضلع گورداسپور) کا رہنے والا تھا لیکن مترجم اُسے ص۱۹ پر پٹیالہ کا باشندہ لکھتے ہیں۔ اسی صفحہ پر انھوں نے خلاصۃ کو خلاصات بنا دیا ہے ص۲۱ پر موصوف لکھتے ہیں "شافعیہ میں ملک عنبر کے متعلق جو حالات ملتے ہیں اس میں قزیونی نے بھی اضافہ کیا ہے۔" یہ قزیونی غالباً قزوینی ہے لیکن شافعیہ کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کس نام کا مخفف ہے۔ اسی صفحہ پر بساتین السلاطین کو بساطین السلاطین لکھا ہے اور ص۲۲ پر ہنوز کی جگہ ہنو رچھپ گیا ہے۔ ص۲۲ پر شاہ خرشان کا ذکر آیا ہے۔ خرشان سے شاید خراسان مراد ہو۔ اسی صفحہ پر اصفی کی جگہ آصفی ہونا چاہیئے تھا۔

ص۲۳ پر ولی قلمی شاملو کا ذکر آیا ہے۔ یہاں تلمی کی جگہ قلی ہونا چاہیئے۔ ص۲۸ پر مراسلہ کو مراسلا اور ص۲۹ پر چندر بھان برہمن کی تصنیف چہار چمن کو چار چمن لکھا ہے۔ گجرات کی مشہور بندرگاہ کھمبائت کو ہر جگہ کامبے لکھا ہوا ہے یہ نام انگریزی میں تو درست ہے لیکن اردو میں مستعمل نہیں ہے۔

قندھار سے ہرات جاتے ہوئے ایک مقام فرہ آتا ہے جہاں مہدی جونپوری مدفون ہے۔ ص۲۵ پر فرہ کا املا فرح کیا گیا ہے۔ ص۳۶ پر فاضل مترجم لکھتے ہیں "جن واقعات کو جان کمپ بل نے چشم دید بتایا ہے وہ بھی تاریخی اعتبار سے مضحک ہو گئے ہیں۔" مضحک کا یہ استعمال راقم الحروف نے پہلی بار دیکھا ہے۔ ص۳۸ پر معمولات کو معلات لکھا ہے دھرمت کے مقام پر اورنگ زیب اور مراد نے دارا شکوہ کی فرستادہ فوج کو شکست دی تھی۔ اس مقام کو ص۳۷ اور ۳۹ پر دھرمات لکھا ہے اسی طرح نزدیک کی بجائے نز دیک اور لاہور کی لاہو چھپ گیا ہے۔ خیر، یہ تو کتابت کی غلطی ہے لیکن ص۳۹ پر فاضل مترجم لکھتے ہیں "کام چلانے بھر کی واقفیت تھی۔" اس مہمل فقرہ کو تو کتابت کی غلطی نہیں کہا جا سکتا۔ شہزادہ سلیم ۱۵۶۹ء میں پیدا ہوا تھا۔ ص۴۱ پر فاضل مترجم نے اس کی ولادت سے تیرہ سال قبل

۱۵۵۷ء میں، جب اکبر خود ابھی نا بالغ تھا، سلیم کی شادی جگت گسائیں کے ساتھ کروادی ہے۔

ص۴۲ پر یاقوت الحموی کی شہرہ آفاق تصنیف معجم البلدان کو، جس سے تاریخ اسلام کے طلبہ کے علاوہ عام لوگ بھی واقف ہیں، فاضل مترجم نے مجموعۃ البلدان لکھا ہے۔ اسی صفحہ پر حکیم گیلانی کو حکیم گیانی لکھا ہے۔ اتنا شکر ہے کہ اسے گیانی ذیل سنگھ کے ساتھ نہیں ملا دیا۔ ص۴۵ پر راجہ راؤ سنگھ کی نسبت بھر تیبا لکھی ہے، جو محل نظر ہے۔ اسی صفحہ پر گجرات اور مدھیہ پردیش کی سرحد پر واقع مشہور شہر دھار کو لاہور کے نواح میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی صفحہ پر مہر میرازک کا ذکر آیا ہے۔ یہ بھی مہمل ہے۔ ص۴۶ پر قمرغہ کو قمرغہ لکھا ہے۔ ص۴۷ پر فاضل مترجم لکھتے ہیں۔ "حسب دستور شہزادہ نے قیمتی تحفے نذر کئے جنہیں جہانگیر نے خوشی بخوشی قبول کئے۔" یہاں جنہیں کی جگہ جو ہونا چاہئے تھا۔ ص۵۰ پر اورنگ زیب کی جائے ولادت دوحد کو دوحات لکھا ہے۔ ص۵۲ پر عبدالکریم ماموری کا ذکر آیا ہے۔ ماموری غالباً معمار کے لئے آیا ہے کیونکہ عبدالکریم پیشہ کے اعتبار سے معمار تھا۔ ص۵۷ پر سفر کی جگہ سفر چھپ گیا ہے۔ یہ املا کی غلطی ہے لیکن بات درست ہے کیونکہ سفر عموماً سقر ہوتا ہے۔ ص۵۷ اور ص۵۸ پر دو نا تمام فقرے درج ہیں۔ ص۵۹ پر کانگڑہ کو کنگڑہ لکھا ہوا ہے۔ ص۶۲ پر مشاورتی کو مشورتی کونسل لکھا ہے۔ ص۶۳ پر سوا سال کی جگہ سولہ سال ہونا چاہئے تھا۔ حصار فیروزہ کا علاقہ عموماً ولی عہد کے تصرف میں ہوتا تھا، ص۶۳ پر فیروزہ کی فیروز پور لکھا ہے۔

فاضل مترجم ص۶۴ پر لکھتے ہیں۔" اس کی شفایابی کی دعائیں بھی مانگی۔" یہاں مانگیں ہونا چاہئے۔ ص۶۵ پر محمد صالح کنبوہ کو محمد صالح کمبوح لکھا ہوا ہے۔ کاش فاضل مترجم اس کی تصنیف عملِ صالح کے سرورق پر ہی اس کا نام دیکھ لیتے۔ ص۶۶ پر کاتب نے زنبیل بیگ کو رنبل بیگ بنا دیا ہے۔ اسی صفحہ پر زین العابدین کے نام کے ساتھ بخشی الحدیث لکھا ہوا ہے۔ مغلوں کے ہاں ایسا کوئی عہدہ نہ تھا۔ البتہ احدیوں کا افسر

اعلیٰ بخشی الآحاد کہلاتا تھا جسے فاضل مترجم نے بخشی الحدیث بنا دیا ہے۔ ص۹۶ پر بخارا شیخ زادے کی جگہ بخاری شیخ زادے ہونا چاہیئے۔ ص۹۶ اور ۸۷ پر افغان کی جگہ افغانی ہونا چاہیئے تھا۔

راقم الحروف تجویز کی جمع تجاویز سے تو واقف ہے لیکن تجاویزات سے مانوس نہیں ہے۔ فاضل مترجم نے ص۶۹ اور ص۹۷ پر تجاویزات لکھا ہے۔ پتہ نہیں یہ اردو زبان کے کس قاعدہ کی رُو سے جائز ہے۔ ص۷۱ پر ریاست جے پور کے مشہور شہر آمیر کو امیر اور ص۷۷ پر دھکیل کو ڈھکیل لکھا ہوا ہے۔ اسے ہم کتابت کی غلطی کہہ سکتے ہیں۔ بھنبر کشمیر کا ایک مشہور قصبہ ہے۔ اب تو وہاں ڈگری کالج بھی کھل گیا ہے۔ فاضل مترجم نے بھنبر کو ص۹۷ پر دو بار بھیمبار اور ص۱۰۵ پر بھمبار لکھا ہے۔ اسی لئے میں یہ کہا کرتا ہوں کہ ترجمہ کرنے کے لئے محض زبان جاننا ضروری نہیں، اماکن اور رجال کا علم بھی لازمی ہے۔

ص۸۰ پر بالینغز کو دو بار بالسفرا اور طھورث کو تیمورث لکھا ہوا ہے۔ ص۸۲ پر گولکنڈہ کو راجپوتانہ کا ایک شہر بتایا ہے۔ اسی صفحہ پر راجہ بھرت کو بھارت، ص۹۰ پر خان زماں کو خانِ زمان اور ص۹۲ پر شورش کو سوزش اور اسی صفحہ پر پائیں گھاٹ کو پاپن گھاٹ لکھا ہوا ہے۔ یہ سب تو کتابت کی غلطیاں نہیں ہیں۔ کالنجر وسط ہند کا مشہور قلعہ ہے اسے ص۹۵ پر کالنجار لکھا ہے۔ فاضل مصنف اردو کے مشہور استاد ہیں۔ انھوں نے ص۹۵، ص۱۷۱ اور ص۱۷۵ "ناعاقبت اندیشی" لکھا ہے۔ میں نے اردو صرف آٹھویں جماعت تک پڑھی ہے لیکن اتنا جانتا ہوں کہ صحیح لفظ عاقبت نااندیشی ہے ہم عاقبت کی نفی نہیں کرتے بلکہ عاقبت میں اندیشہ کی نفی کرتے ہیں۔ ص۹۹ پر ایک شخص کو جگ راج اور ص۱۰۰ پر اسے ہی جے راج لکھا ہے، ص۱۰۱ پر ایک ہی شخص کا نام تین طرح لکھا ہوا ہے۔ ججھار سنگھ، جج ہر سنگھ اور جج ہار سنگھ۔ استعد کا فاضل استاد یہ فیصلہ نہیں کر پایا کہ اس کے نام کی صحیح املا کیا ہے۔" اگر وہ بادشاہنامہ

دیکھ لیتے تو اس مخمصے میں سے خود بھی نکل جاتے اور قارئین کو بھی بدمزگی سے بچا لیتے۔

ہماچل پردیش کی مشہور وادی چمبہ کو ص۱۰۱ پر چمپا لکھا ہوا ہے۔ ص۱۰۱ پر پٹھانکوٹ کو پٹھان لکھا ہے۔ اسی صفحہ پر سلطان گکھڑ کو گکھوڑ لکھا۔ ص۱۱۴ پر مغلیہ خاتون کی جگہ مغل خاتون لکھنا زیادہ مناسب اور افصح ہے۔ ص۱۱۶ پر جنگلی جہاز کی جگہ جنگی جہاز ہونا چاہیئے تھا۔ بکسر مغربی بہار میں ایک مشہور جگہ ہے جہاں انگریزوں نے شاہ عالم ثانی، میر قاسم اور شجاع الدولہ کی مشترکہ افواج کو ۱۷۶۴ء میں شکست دے کر بنگال، بہار اور اڑیسہ کی دیوانی حاصل کی تھی۔ ص۱۲۱ پر بکسر کو بیکسر لکھا ہوا ہے۔ ص۱۲۴ پر ایک ہی مقام کو کھاتا کبری اور کھاتا کھیری لکھا ہے (موخر الذکر نام صحیح ہے۔) اترپردیش کے شمال میں کماؤں اور گڑھوال مشہور علاقے ہیں۔ ص۱۲۶ پر کماؤں کو کمالوں لکھا ہے۔ اسی صفحہ پر نوشہرہ کو نوشیرہ اور ص۱۲۱ پر اعزا کو اعزار لکھا ہے۔

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ فاضل مترجم نے ص۹۴ پر پائین گھاٹ کو پاین گھاٹ لکھا ہے ص۱۴۴ اور ص۱۴۷ پر انھوں نے اسے پایانی گھاٹ تحریر کیا ہے۔ افسوس ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں ناموں کی یکسانیت بھی برقرار نہیں رکھ سکے۔ ص۱۴۸ پر موصوف لکھتے ہیں:۔ "دولت آباد پہنچ کر شاہجہاں نے آخری بار اپنے دار وگیر کا منصوبہ مکمل ہوگیا۔" اس سے بہتر ترجمہ تو میٹرک پاس کلرک کر سکتا ہے۔ پھر پی۔ایچ۔ڈی سے ترجمہ کروانے کی بھلا کیا ضرورت ہے؟ کیا اب ہندوستان میں پی ایچ ڈی کا معیار اس سطح تک آگیا ہے؟ اسی صفحہ پر ایک ہی شہر کو کندھار اور کان وہار لکھا ہے۔ ص۱۴۹ پر اسے ہی کاندھار لکھا ہے فاضل مترجم نے یہ فیصلہ اپنے قارئین پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ ان میں سے ایک کی املا اختیار کریں اسی طرح دکن کے مشہور شہر بیدر کو ص۱۴۶ اور ۱۴۹ پر بدار اور ص۱۴۸ پر بیدار لکھا ہے ایک ڈاکٹر آف فلاسفی کو اپنے ملک کے جغرافیہ سے اتنی ناواقفیت بھی نہیں ہونی چاہیئے ص۱۴۹ پر رزق اللہ کو رزاق اللہ لکھا ہے ص۱۵۰ پر کسی خیریت خان کا ذکر آیا ہے اور ص۱۵۱ پر سیدی مرجان

کو سدی مرجان اور اسی صفحہ پر نظام شاہی خاندان کو نظامی شاہی اور ص۱۰۱ پر مذبذب کو مدبدب لکھا ہوا ہے۔ یہ سب کاتب کی غلطیاں تو نہیں ہو سکتیں۔ اسی صفحہ پر گولکنڈہ اور گولکنڈا دونوں طرح لکھا ہوا ہے۔ اور بھی کئی جگہ یہی دیکھنے میں آیا ہے۔

جنوبی ہند میں گوداوری کے کنارے ناندیڑ سکھوں کا ایک مشہور مذہبی مقام ہے جسے وہ احتراماً حضور صاحب کہتے ہیں۔ فاضل مترجم نے اسے ناندار لکھا ہے اسی صفحہ پر ولی عہد دارا لکھا ہوا ہے۔ میں اسے دیکھ کر کچھ دیر کے لئے توچکرا گیا۔ لیکن جب سیاق و سباق دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہاں ولی عہد۔ دارا ہونا چاہیئے تھا۔ ص۱۶۱ پر گمنامی کی جگہ گمنانی چھپ گیا ہے۔ ص۱۶۱ پر فاضل مترجم نظر محمد (دراصل نذر محمد) والئ بلخ اور مغلوں کی لڑائی کے ضمن پر رقمطراز ہیں کہ اس کی فوج سمندری قزاقوں اور سرائے کے سپاہیوں کا اجتماع تھا۔ وسط ایشیا میں ڈاکو تو عام تھے لیکن "سمندری قزاقوں" کی موجودگی بڑی معنی خیز ہے۔ ص۱۶۱ پر فاضل مترجم لکھتے ہیں "نظر محمد کی فوج خالی ہوگی" یہ فقرہ بھی مہمل ہے۔ ص۱۷۳ پر دلدادوں کی جگہ دریانوں چھپ گیا ہے اور ص۱۷۴ پر سارا املاک کی بجائے ساری املاک ہونا چاہیئے تھا اسی صفحہ پر ایک ہی شہر کو خوجند اور خجند دونوں طرح لکھا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ فاضل مترجم اس کی ایک املاء اپنا لیتے

اس کتاب میں ماوراء النہر کو بیسیوں جگہ ماورالنہر لکھا ہوا ہے۔ قلیچ خان کو ص۱۷۵ پر قلیچ خان لکھا ہوا ہے۔ ص۱۷۸ اور ص۲۰۶ پر اسے ہی قولیچ خان لکھا ہے۔ ص۱۷۸ پر گکھروں کی جگہ گکھڑوں ہونا چاہیئے تھا۔ ص۱۸۴ پر شکایتیں کا املاء شکائیتیں کیا ہے ص۱۹۰ پر تختہ بیگ کا ذکر آیا ہے۔ یہاں تختہ بیگ ہونا چاہیئے ص۱۹۱ پر ایک ہی قلعہ کا نام توشابخ اور خوشابخ آیا ہے یہاں بھی یکسانیت ہونی چاہیئے تھی۔ ص۱۹۳ پر ایک شخص کا نام سیاپوش قلا راقشی لکھا ہے۔ اس کا نام سیاوش قلر آقاسی تھا۔ ص۱۹۴ پر ایک زمیندار کا نام ایک ہی سطر میں ملک مندود اور ملک مندود آیا ہے۔

دلیہہ اول الذکر نام درست ہے، ہلمند افغانستان کا ایک مشہور دریا ہے، فاضل مترجم نے ص ۱۹۵ پراسے حال مند لکھا ہے۔ اسی طرح ص ۱۹۹ پر لبت کو بست لکھا ہے۔ ص ۲۰۱ پر قلات غلزئی کو قلات غلزا لکھا گیا ہے۔ ص ۲۰۲ پر خطیل کی جگہ فصیل ہونا چاہیئے فاضل مترجم نے ص ۲۰۶ پر دریائے نربدا کو ملتان کے نواح میں بہتے ہوئے دکھایا ہے اور اسی صفحہ پر یہ مہمل فقرہ بھی درج ہے، پہاڑی کے قریب کے پیچھے ایک "تالاب پر۔" پتہ نہیں فاضل مترجم یہاں کیا کہنا چاہتے ہیں۔

ص ۲۱۱ پر مشہور سیاح ٹورنیر کو بٹوورنیر اور ص ۲۱۲ ٹوویز لکھا ہوا ہے شاہ جہاں کے محلات کی انچارج ستی النساء خانم کو ص ۲۱۳ پر ستائی خانم اور ص ۲۶۵ اور ص ۲۶۷ پر ساتی النساء خانم لکھا ہوا ہے ص ۲۱۶ پر ہریانہ کے مشہور تاریخی شہر تھانیسر کو جس سے بچہ بچہ واقف ہے۔ تھانیسور لکھا ہوا ہے۔ شاید ترقی اردو بورڈ اسے ہی اردو کی ترقی سمجھ رہا ہے شاہ جہانی عہد کے مشہور شیخ طریقت حضرت خواجہ خاوند محمود رح نقشبندی کو ص ۲۱۸ پر خاوند محمود لکھا ہوا ہے ص ۲۲۴ پر تاریخ کی ایک مشہور کتاب ششِ فتح کانگڑہ کا نام شاہ فتح کانگڑہ درج ہے ص ۲۳۱ پر فاضل مترجم نے ایک لفظ کا بڑا مضحکہ خیز ترجمہ کیا ہے۔ انھوں نے RED SANDSTONE کا ترجمہ "سنگ سرخ کی ریت" کیا ہے اس سے مترجم کے مبلغ علم کا صحیح اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مستوفی یا مستوفی الممالک کا عہدہ سلاطین دہلی اور شاہان مغلیہ کے ادوار میں بڑا اہم عہدہ سمجھا جاتا تھا۔ ناصر الدین محمود کے عہد میں جب شمس الدین دبیر اس عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوا تو تاج الدین سنگریزہ نے اسے مبارکباد دیتے ہوئے کہا تھا۔ ع

صدرا[1] کنوں بکام دل دوستاں شدی — مستوفی ممالک ہندوستان شدی!

ڈاکٹر سید اعجاز حسین صاحب نے ص ۲۲۸ پر مستوفی کو مصطوفی لکھا ہے ص ۲۴۲ پر مورخ مین کو بلوچ مین لکھ کر اسے بلوچی النسل بنا دیا ہے۔

گجرات اور کاٹھیاواڑ کے ساحل پر پرتگیزوں کے دو مقبوضات دمن اور دیو تھے انہیں ص ۲۵۳ پر ڈمن اور ڈیو لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح ص ۲۶۳ پر گوالیار کی جگہ گوالیا: چھپ

---

[1] بعض نسخوں میں صدرا کی جگہ شمسا بھی دیکھنے میں آیا ہے۔

گیا ہے۔ صفحہ ۲۶۳ پر وسط ہند کے مشہور قلعہ رنتھنبور کو رانتھنبور لکھا ہے۔ اسی صفحہ پر وضع حمل کی صورت بگاڑ کر اسے وضع محل بنا دیا ہے۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ کی ایک بیوی کا نام درس بانو بیگم تھا جس کا مزار اورنگ آباد میں "مقبرۂ رابعۂ دورانی" کے نام سے مشہور ہے۔ فاضل مترجم نے درس بانو کو دل آرا بنا دیا ہے۔ حالانکہ ڈاکٹر سکینہ نے درس بانو ہی لکھا ہے۔ صفحہ ۲۷۰ پر فاضل مترجم لکھتے ہیں، "چاروں بھائیوں میں کون فتح وظفر کا منتخب ہوگا" یہ فقرہ بھی میری سمجھ سے باہر ہے۔ یہ اردو کی ترقی کا زمانہ ہے۔ شاید میں ہی اس دوڑ میں پیچھے رہ گیا ہوں۔

صفحہ ۲۹۲، صفحہ ۳۰۰، صفحہ ۳۰۴ اور صفحہ ۳۰۵ پر مآثر الامراء کو مواصر الامراء اور صفحہ ۳۰۱ پر حدیقۃ السلاطین کو حدائقۃ السلاطین لکھا ہے۔ اسی طرح صفحہ ۳۰۲ پر مرآۃ الاحمدی کی جگہ مرآتِ احمدی ہونا چاہیے۔ صفحہ ۳۰۸ پر تاریخ کی مشہور کتاب مخزن افغانی کو مخزن افاغنہ لکھا ہے۔ صفحہ ۳۰۲ پر برہان مآثر کو برہان معاصر لکھا ہے۔ صفحہ ۳۲۷ پر طبقاتِ شاہجہانی کو طبقاتِ شاہجہاں اور صفحہ ۳۳۳ پر منتوفی کو مصطفوی لکھا ہے۔ اسی طرح مشہور شاعر سعید لئے گیلانی کو سیدائے گیلانی بنا دیا ہے۔

ماہنامہ معارف اعظم گڑھ میں چند ماہ بیشتر ایک تبصرہ نگار نے پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبۂ تاریخ ادبیات کی طرف سے چھپنے والی ایک کتاب۔ تاریخ ادبیات پاک و ہند میں اغلاط کی نشاندہی کرنے کے بعد تحریر فرمایا تھا کہ اس کتاب کی طباعت پاکستان کے علمی حلقوں کے لئے باعثِ بدنامی ہے۔ راقم الحروف کی بھی یہی رائے ہے کہ تاریخ شاہجہاں کی طباعت ڈاکٹر سید اعجاز حسین صاحب اور ان سے بھی بڑھ کر ترقیٔ اردو بورڈ کے لئے باعث بدنامی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ترقیٔ اردو بورڈ اردو کے تنزل کیلئے کوشاں ہے۔ انڈین کونسل آف ہسٹاریکل ریسرچ کے سربراہ شری پی ایل گرووڑ صاحب سے بھی میری استدعا ہے کہ وہ اس طرح کی ناقص اور گمراہ کن کتابوں کی طباعت کے لئے اردو بورڈ کی مالی اعانت نہ کریں۔ ہمارے طلبہ کا مذاق پہلے ہی بہت خراب ہو چکا ہے تاریخ شاہجہاں اور اس جیسی کتابیں پڑھ کر ان کا مذاق مزید خراب ہو جائیگا۔ فاضل مدیرانِ کرام سے بھی درخواست ہے کہ وہ کسی اسکالر کے نام سے پہلے ڈاکٹر یا بعد میں پی ایچ ڈی لکھا دیکھ کر مرعوب نہ ہو جایا کریں۔